سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: ستائیسویں

رسالہ نمبر 8

السّہم الشہابی علٰی خداع الوہابی ۱۳۲۵ھ

شعلے برساتا ہوا تیر بڑے دھوکا باز وہابی پر

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
السّھم الشھابی علٰی خداع الوھابی ۱۳۲۵ھ
(شعلے برساتا ہوا تیر بڑے دھوکا باز وہابی پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۵: از شہر جیت پور کاٹھیاوار مرسلہ جماعت میمناں ۸ شوال ۱۳۲۵ھ

حضرات کرام علمائے اہلسنت وارث علوم حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والسلام اس باب میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص مولوی رحیم بخش نامی لاہور کے رہنے والے نے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لیے اردو کی کتابوں کا ایک سلسلہ بنایا ہے جس کا نام اسلام کی پہلی کتاب، اسلام کی دوسری کتاب، اسلام کی تیسری کتاب وغیرہ رکھا ہے، ان کتابوں کا مصنف اسلام کی دوسری کتاب کے صفحہ ۳ سطر ۸ میں لکھتا ہے: ان کتابوں میں بعض مقام میں جو لفظ اہل حدیث اور فقہاء کا استعمال کیا گیا ہے اس سے نہ اہل حدیث پر طعن مقصود ہے اور نہ فقہاء کو مخالف حدیث کا لقب مد نظر ہے بلکہ اہل حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو صرف صحیح حدیث پڑھ کر یا سن کر عمل کرتے ہیں کسی خاص مذہب کے پابند نہیں، اور فقہاء سے وہ لوگ مراد ہیں جو خاص کتبِ فقہ اور خاص مذہب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے پابند ہیں اور اپنے مذہب کی روایت کو زیادہ مانتے ہیں اس اختلاف کو اس سلسلے میں اس لیے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر اہل حدیث اور فقہاء کے اختلاف کا زیادہ چرچا ہے۔

اور دونوں فریق کے لوگ بکثرت موجود ہیں ________________ اور اس سلسلے میں عام مسلمانوں کی تعلیم اور اتحاد مقصود ہے، اور یہ اختلاف اسی اختلاف کے مشابہ ہے جو قدیم سے صحابہ اور آئمہ دین میں چلا آیا ہے اور کتبِ فقہ وغیرہ میں اکثر حنفی شافعی وغیرہ کے نام سے مذکور ہے، اصولِ دین میں سب متفق ہیں، صرف بعض فروع میں مختلف ہیں فروعی اختلاف میں بھی سند رکھتے ہیں، غایت یہ ہے کہ کسی کی دلیل قوی ہے اور کسی کی ضعیف اور جو ضعیف پر ہے وہ بھی اپنے نزدیک اس کو قوی سمجھتا ہے غرض ہمیں اس میں نہ تعصب ہے اور نہ کسی کی مخالفت منظور ہے، محض اشاعتِ دین اور اتباعِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقصود ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ سطر ۶ میں لکھتا ہے: "حیض کی مدت میں علماء کا یہ اقوال ہیں۔ ایک دن رات، دو دن رات، تین دن رات، سات دن رات، دس دن، پندرہ دن، اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت اور طبیعت پر منحصر ہے"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے: "پانی کی طبیعت پاک ہے تھوڑا ہو یا بہت، بند ہو یا جاری، بو مزہ بدلنے سے ناپاک ہو جاتا ہے"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ سطر ۸ میں کہتا ہے: "ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے اصلی سایہ کے سوا ایک مثل تک ہے، بعض فقہا کے نزدیک دوسرے مثل تک بھی رہتا ہے لیکن مکروہ"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ سطر ۵ میں تحریر ہے: "جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے یہ ہیں، ظہر، عصر، عشاء ان میں سنتیں بھی معاف ہیں"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ سطر ۸ میں لکھا ہے: "جو شخص خطبے میں آکر شریک ہو دو رکعت سنت پڑھ کر بیٹھے، جو شخص دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۳ میں کہتا ہے: "اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اتفاق سے اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے اگر پڑھے تو بہتر ہے"۔

پھر مولوی رحیم بخش کی بنائی ہوئی اسلام کی تیسری کتاب کے صفحہ ۸۶ میں مذکور ہے:

"طلاق تین قسم کی ہے، احسن، جائز، بدعت"۔

پھر طلاق بدعت کی نسبت اسی صفحے کی سطر ٦ میں کہتا ہے: " طلاقِ بدعت یہ ہے کہ ایک طہر میں تین طاقیں پوری کردے یا ایک ہی دفعہ تین طلاق دے دے"۔

پھر صفحہ ٨٧ میں کہتا ہے: "طلاقِ بدعت بعض کے نزدیک تو واقع ہی نہیں ہوتی اور بعض کے نزدیک ہوتی ہے لیکن مکروہ، تین طلاق ایک دفعہ میں یہ اختلاف ہے اگر تین طلاق ایک دفعہ دے دے تو کسی کے نزدیک طلاق ہے اور کسی کے نزدیک نہیں، جیسے طلاقِ بدعت میں بیان ہوا ہے۔"

یہ مشتے نمونہ از خروار ہے جو رحیم بخش مذکور کی طرف دو کتابوں میں سے مع نشانِ صفحہ و سطر آپ کے حضور میں پیش کیا گیا ہے، اب ارشاد ہو کہ مولوی رحیم بخش مذکور سنی حنفی پاک دین ہے یا پکا کٹا وہابی غیر مقلد بدمذہب اور اس کی کتابوں میں سے جو مسائل نکال کر لکھے گئے ہیں اور شناخت کے لیے ان پر قومے (" ") لگادیے ہیں، یہ مسائل حنفیوں کے ہیں یا لامذہب وہابیوں کے، پھر اگر مولوی رحیم بخش وہابی غیر مقلد ہے اور اس کی کتابوں میں مسائل مخالفِ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بصراحت موجود ہیں تو سنی حنفیوں کے نادان بچوں کو ایسی برباد کرنے والی اور مقلدوں کو لامذہب بنانے والی کتابوں کا پڑھانا جائز ہے یا حرام یا ناجائز ؟ پھر جو شخص قصداً سنی بچوں کو ایسی کتابیں پڑھائے اور دوسرے نادانوں میں ان کی اشاعت کرے اور ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائے وہ شخص خود بھی پکا وہابی اور لامذہب ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص اس مصنف کو سنی حنفی بتائے اور مسائل مندرجہ کی نسبت کہے کہ ایسے مسائل تو حنفیوں کی معتبر کتابوں ہدایہ وغیرہا میں لکھے ہیں اور ایسا اختلاف تو حنفیوں میں چلا آتا ہے اور کہے کہ ان کتابوں کا بچوں کو ایسی صورت میں پڑھانا کہ ان کے باپ دادا اور شہر کے رہنے والے حنفی ہوں کچھ حرج نہیں بلا کراہت جائز ہے وہ خود بھی پکا وہابی، پکا لامذہب، دین کا چور، سنیوں کا ٹھگ ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کا مفصل جواب عطا فرما کر ہم مسلمانانِ اہلسنت کو دین کے فتنے سے بچائیے اور خداوند کریم سے اجر عظیم حاصل فرمائیے۔

سائلان ہم سنی حنفی مسلمانان جیت پور ملک کاٹھیاوار

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمدللہ الذی انجانا من کیدالکائدین والصلوۃ والسلام علی من رد فساد المفسدین وعلی الہ وصحبہ والمجتھدین ومقلدیھم الی یوم الدین۔	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مکاروں کے مکر سے نجات عطا فرمائی، اور درود و سلام ہو اس پر جس نے فسادیوں کے فساد کو رد فرمایا، اور آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر، آئمہ مجتہدین پر اور ان کے مقلدوں پر قیامت کے روز تک (ت)

شخص مذکور صریح غیر مقلد وہابی ہے اور حنفیوں کا صریح مخالف و بدخواہ، اور اس کی یہ ناپاک کتاب یقیناً گمراہی و فساد پھیلانے والی اور عظیم دھوکا دے کر حنفی بچوں کے دلوں میں بچپن سے لامذہبی و گمراہی کا بیج بونے والی ہے، بچے، جوان کسی کو اس کتاب کا پڑھانا ہر گز جائز نہیں۔ جو حنفی بچوں اور عامیوں میں اس ضلالت مآب کتاب کی اشاعت کرتا اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے حنفیّہ کا دشمن، حنفیّہ کا بدخواہ، خود غیر مقلد، لامذہب، گمراہی پسند گمراہ ہے، جو سفیہ اس کے مصنف کو سنی حنفی کہے اور کہے کہ ایسا اختلاف خود حنفیّہ میں چلا آتا ہے اور ایسے مسائل خود ہدایہ وغیرہ کتب حنفیّہ میں موجود ہیں اور ان کا پڑھانا بلا کراہت جائز ہے وہ خود بھی منہم اور انہیں بدمذہبوں کی دُم ہے۔

اولاً: مصنف عیار کا اتنا لکھنا ہی اس کی بدمذہبی و غیر مقلدی کے اظہار کو بس تھا کہ وہ لامذہبوں کو جن کا نام اس نے انہیں لامذہبوں سے سیکھ کر اہل حدیث و محدثین رکھا ہے اور حنفیّہ کرام کو ایک پلے میں رکھتا ہے اور ان کا اختلاف مثلاً اختلاف صحابہ کرام و آئمہ اعلام رضی اللہ تعالٰی عنہم صرف فروعی بتاتا اور دونوں فریق میں اتحاد مناتا ہے حالانکہ غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت اصولِ دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے، ہماری تمام کتب اصول مالامال ہیں کہ ہمارے اور جملہ آئمہ اہلسنت کے نزدیک اصولِ شرع چار ہیں، کتاب وسنت اجماع و قیاس لامذہبوں نے اجماع و قیاس کو بالکل اڑا دیا۔ ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے۔

قیاس باطل اور اجماع بے اثر آمد۔	قیاس باطل اور اجماع بے اثر ہے (ت)

ان کی تمام کتابیں اس سے پُر ہیں کہ وہ سوا قرآن و حدیث کے کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع و قیاس کے سخت منکر ہیں اور ہمارے آئمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کی ضروریاتِ دین سے گنا ہے اور ان کے منکر کو ضروریاتِ دین کا منکر کہا ہے اور ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے، پھر ہمارا ان کا اختلاف فروعی کیسے ہوسکتا ہے، مواقف و شرح و مواقف موقف اول، مرصد خامس، مقصد سادس میں ہے:

کون الاجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين[1]۔	یعنی اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریاتِ دین سے ہے:

کشف البزدوی شریف میں ہے:

قد ثبت بالتواتر ان الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنهم عملوا بالقياس و شاع وذاع ذلك فيما بينهم من غير ردوانكار[2]۔	یعنی تواتر سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے اور یہ ان میں مشہور و معروف تھا جس پر کسی کو اعتراض و انکار نہ تھا۔

اسی میں امام غزالی سے ہے:

قد ثبت بالقواطع من جميع الصحابة الاجتهاد و القول بالرائ والسكوت عن القائلين به و ثبت ذلك بالتواتر فی وقائع مشهورة ولم ينكرها احد من الامة فاورث ذلك علماء ضروريات فكيف يترك المعلوم ضرورة[3]۔	یعنی قطعی دلیلوں سے ثابت ہے کہ جمیع صحابہ کرام اجتہاد و قیاس کو مانتے تھے اور اس کے ماننے والوں پر انکار نہ کرتے تھے اور یہ مشہور واقعوں میں تواتر کے ساتھ ثابت ہوا،اور امت میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا تو اس سے علم ضروری پیدا ہوا تو جو بات ضروریاتِ دین سے ہے کیونکر چھوڑی جائے گی۔

درمختار کتاب السیر باب المرتد میں ہے:

الکفر تکذیبه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم	یعنی ضروریاتِ دین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[1] شرح المواقف الموقف الاول المرصد الخامس المقصد السادس منشورات الشريف الرضی قم ایران ۱/ ۲۵۵

[2] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب القياس دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۸۰

[3] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب القياس دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۸۱

فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة[4]۔	میں سے کسی شے کا انکار کفر ہے۔

بالخصوص امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے قیاس سے ان گمراہوں کو جس قدر مخالفت ہے عالم آشکار ہے، ان کی کتابیں ظفر المبین وغیرہ امام و قیاساتِ امام پر طعن سے مملو ہیں۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد ثانی میں ہے:

رجل قال قیاس ابی حنیفه حق نیست یکفر کذا فی التاتارخانة[5]۔	یعنی جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔

ثانیًا: یہ چالاک مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ اسے کسی فریق سے مخالفت نہیں، یہ بات لامذہب بے دینی ہی کی ہو سکتی ہے جسے دین و مذہب سے کچھ غرض نہیں ورنہ دو متخالف فریقوں میں مخالفت نہ ہوئی کیونکر معقول۔

ثالثًا: لامذہبوں کا اہلسنت کے ساتھ اختلاف مثلًا اختلاف صحابہ کرام بتانا صراحةً انہیں اہلسنت بنانا ہے حالانکہ ہمارے علماء صاف فرماتے ہیں کہ وہ گمراہ بدعتی جہنمی ہیں۔ طحطاوی علی الدرالمختار جلد ۴ میں ہے:

هذه الطائفة الناجية قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون و الحنبلیون رحمهم الله ومن کان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار[6]۔	یہ نجات والا اگر وہ یعنی اہلسنت و جماعت آج چار مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہوگیا ہے۔ اب جو ان چار سے باہر ہے وہ بدمذہب جہنمی ہے۔

اور جو بدعتیوں جہنمیوں کو اہلسنت جانے اور ان کا خلاف مثل اختلافِ صحابہ مانے خود بدعتی

[4] الدرالمختار کتاب السیر باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۵

[5] الفتاوٰی الهندیة کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۱

[6] حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الذبائح المکتبة العربیة کوئٹہ ۴/ ۱۵۳

ناری جہنمی ہے۔

رابعًا: اس بیان سے غیر مقلدوں لامذہبوں کی وقعت و توقیر مسلمان بچوں کے دلوں میں جمے گی کہ ان کا اختلاف مثل اختلافِ صحابہ کرام ہے، اور حدیث میں ہے رسول اللہ نے فرمایا:

من وقر صاحب بدعته فقد اعان علی ھدم الاسلام [7]	جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تو اس کتاب کا نام "اسلام کی کتاب" رکھنا نہ تھا بلکہ اسلام ڈھانے کی کتاب۔

خامسًا: اس مصنف عیار نے نادان مسلمانوں اور ان کے بے سمجھ بچوں کو کیسا سخت فریب شدید دھوکا دیا ہے، یہاں تو لکھ دیا کہ وہ کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھتا ملک میں فقہاء و اہل حدیث دونوں بکثرت موجود ہیں، اور اس سلسلے میں عام مسلمانوں کی تعلیم مقصود ہے اس لیے دونوں فریق کا اختلاف اس میں بیان کر دیا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہر جگہ مذہب فریقین بیان کر دے گا کہ ہر فریق والا اپنا مذہب جان لے مگر اس نے صراحۃً اس کے خلاف کیا، کہیں کہیں اختلاف بتایا اور وہاں بھی جا بجا دوسروں کے مذہب کو اصل مسئلہ ٹھہرایا۔ اور حنفیّہ کے مذہب کو کمزور کر کے کہا کہ بعض یوں کہتے ہیں، اور بہت جگہ صرف لا مذہبوں کے مسئلے لکھے جو مذہب حنفی کے صریح خلاف ہیں، دراصل اختلاف کا پتا بھی نہ دیا جس سے مسلمانوں کے بچی اس مذہب مخالف پر جم جائیں اور اپنے مذہب کی خبر بھی نہ پائیں اگر وہ ابتداء میں اختلافات بتانے کا وعدہ نہ کرتا تو دھوکا اتنا سخت نہ ہوتا، جب مسلمان جانتے کہ اس کتاب میں حنفیّہ و غیر حنفیّہ سب کے مسائل گھال میل بے تمیز ہیں، تو مسلمان اس کتاب سے بچتے، اب کے ان کو یہ دھوکا دیا کہ جہاں اختلاف ہے دونوں مذہب بتا دیئے جائیں گے تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اپنا مذہب لیں گے دوسروں کا چھوڑ دیں گے اب کیا یہ گیا کہ کہیں کہیں اختلاف بتا کر بکثرت مواقع پر مذہب لکھا دوسروں کا اور اختلاف اصلًا نہ بتایا تو ناواقفوں کو صاف بتایا کہ یہ مسئلے متفق علیہ ہیں ان پر بے تکلف عمل کرو یہ کتنی بڑی دغا بازی اور مسلمان بچوں کی بد خواہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص سبیل لگائے اور اشتہار دے دے کہ جو آبخورے ناپاک یا تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ان پر چٹ لگا دی ہے اور بعض پر تو چٹ لگائے

---

[7] شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۶۱

باقی بہت ناپاک آبخورے بے چٹ کے ملادے تو وہ صراحۃً بے ایمانی و دغا بازی کر رہا ہے اگر وہ اتنا ہی کہتا کہ ان میں کچھ آبخورے نجس بھی ہیں تو کوئی مسلمان انہیں ہاتھ نہ لگاتا، چٹ کے دھوکے نے مسلمانوں کو فریب دیا، غیر مقلدوں کے طور پر سوئر کی چربی حلال اور شراب وخون پاک ہے، یہ کتاب ایسی ہوئی کہ کسی غیر مقلد نے کوئی عام دعوت کی اور اعلان کر دیا کہ جس سالن میں گھی ہے وہ حنفیّہ کے لیے پکایا ہے اور جس میں سوئر کی چربی ہے وہ ان غیر مقلدوں اہل حدیث کے لیے پکایا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حنفیّہ کا کھانا چینی کے برتنوں میں ہے اور غیر مقلدوں کا پیتل کے بٹوے میں۔ اور پھر کرے یہ کہ بہت سالن سوئر کی چربی والا چینی کے برتنوں میں رکھ دے، ہر صاحبِ انصاف یہی کہے گا کہ یہ شخص سخت مفسد ہے اور بڑے فساد کا بیج بوتا ہے۔ اس وقت اس کی دوسری کتاب ہمارے پیش نظر ہے اس سے اسی قسم کے چند اقوال التقاط کیے جاتے ہیں۔

(۱) کچھ سر کا مسح فرض ہے، حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ حنفیّہ کرام کے نزدیک ربع سر کا مسح فرض ہے اگر ربع سے کم کا کرے گا ہر گز نہ وضو ہوگا نہ نماز۔ ہدایہ میں ہے:

المفروض فی مسح الراس مقدار الناصیة وھو ربع الراس[8]۔	سر کا مسح ناصیہ کی مقدر وض ہے اور وہ سر کا چوتھا حصہ ہے۔ (ت)

(۲و۳) ص ۳۰: بول و براز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خون نکلنے اور قے کرنے سے وضو بہتر ہے حنفیّہ کے نزدیک خون بہہ کر نکلے یا منہ بھر قے ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ وضو کرنا فقط بہتر ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ ہدایہ میں ہے:

نواقض الوضوء الدم والقیئ ملئ الفم[9]۔	(خون کا بہنا اور منہ بھر کر قے وضو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ت)

(۴) حاشیہ ص۹: بعض کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے گو ٹوٹنے پر کوئی دلیل کافی نہیں تاہم اختلاف سے نکلنا بہتر ہے، نکسیر کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ یہاں صراحۃً نکسیر کے بارے میں حنفی مذہب کے مسئلہ کو بے دلیل کہا اور اس سے وضو بہتر بتایا

[8] الھدایۃ کتاب الطہارات المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۳

[9] الھدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضو ۱/ ۸

حالانکہ حنفیّہ کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ہدایہ:

لو نزل من الراس الی مالان من الانف نقض الوضوء بالاتفاق[10]۔	اگر خون سر سے نازل ہوا اور ناک کے نرم حصہ تک پہنچ گیا تو بالاتفاق وضو ٹوٹ گیا۔(ت)

(۵) ص ۱۰: غسل کے فرائض میں صرف اتنا لکھا ہے کہ سارے بدن پر پانی ڈالنا فرض ہے حالانکہ مذہب حنفی میں غسل کے تین فرض ہیں: کلی اور ناک میں پانی پہنچانا اور سارے بدن پر پانی ڈالنا، ہدایہ:

فرض الغسل المضمضة والا ستنشاق وغسل سائر البدن[11]۔	غسل کے فرائض کلی کرنا، ناک میں پانی پہنچانا، اور سارے بدن پر پانی بہانا(ت)

(۶) ص ۱۳: وہ کہ سائل نے دربارۂ حیض نقل کیا اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت وطبیعت پر منحصر ہے، یہ صراحۃً مذہبِ حنفی کا رد ہے حنفیّہ کے نزدیک حیض نہ تین رات دن سے کم ہوسکتا ہے نہ دس رات دن سے زائد، ہدایہ:

اقل الحیض ثلثة ایام ولیا لیها و مانقص من ذلك فهواستحاضة واکثره عشرایام والزائد استحاضة[12]۔	حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ حیض ۱۰ دن ہے جو اس سے زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔ت)

(۷) ص ۱۵: وہ کہ سائل نے نقل کیا کہ پانی کی طبیعت پاک ہے، حنفیّہ کے نزدیک تھوڑا پانی ایک قطرہ نجاست سے بھی ناپاک ہو جائے گا یہاں جو اس غیر مقلد نے فقط مزے اور بو کے بدلنے پر مدار رکھا اجماع تمام امت کے خلاف ہے کہ نجاست کے سبب رنگ بدلنے سے بھی بالاجماع پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ مزہ و بو نہ بدلے، درمختار باب المیاہ:

ینجس الماء القلیل بموت بط وبتغیر احد اوصافه من لون	قلیل پانی بطخ کے اس میں مرنے کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے

[10] الہدایۃ کتاب اطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

[11] الہدایۃ کتاب اطہارات فصل فی الغسل الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۲

[12] الہدایۃ کتاب اطہارات باب الحیض والا سحاضہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۴۶

اوطعم اوریح و ینجس الکثیرو لو جاریا اجماعا اما القلیل فینجس وان لم یتغیر،[13]	نجس ہو جاتا ہے،اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے رنگ، بو یا مزہ بدلنے سے بالاجماع نجس ہو جاتا ہے اگرچہ جاری ہو،اور قلیل پانی نجاست کے وقوع سے نجس ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلے(ت)

(۸) ص ۲۵: عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور وتروں کا اخیر رات تک ہے یہ نہ فقط حنفیّہ بلکہ آئمہ اربعہ کے خلاف ہے، چاروں اماموں کے نزدیک عشاء کا وقت طلوعِ فجر تک رہتا ہے۔ درمختار میں ہے:

وقت العشاء والوتر الی الصبح[14]۔	عشاء اور وتر کا وقت صبح صادق تک ہے۔(ت)

میزان الشریعۃ الکبرٰی میں ہے:

وقت العشاء فانه یدخل اذا غاب الشفق عند مالك والشافعی واحمد ویبقی الی الفجر [15]۔	امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے نزدیک عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے پر داخل ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔(ت)

(۹) ص ۲۶: پردہ زیر ناف گھٹنوں کے اوپر تک فرض ہے، حنفیّہ کے مذہب میں گھٹنے بھی ستر میں داخل ہیں تو نماز میں گھٹنے کھلے رکھنے کی اجازت حنفی مذہب کے خلاف بھی ہے اور نماز میں بے ادبی کی تعلیم بھی، درمختار میں ہے:

الرابع ستر عورته وھی للرجل ماتحت سرته الٰی ما تحت رکبته[16]۔	چوتھی شرط ستر عورت ہے اور مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔(ت)

(۱۰) ص ۲۷: آزاد عورت کو منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا سب بدن کا چھپانا فرض ہے۔

---

[13] الدرالمختار کتاب الطھارۃ باب المیاہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵

[14] الدرالمختار کتاب الطھارۃ کتاب الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۵۹

[15] میزان الشریعۃ الکبرٰی کتاب الطھارۃ کتاب الصلوۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۷۳

[16] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب شروط الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۵

باندی کو اکثر منہ اور ہاتھ پاؤں کے سوا پیٹ اور پیٹھ اور باقی جسم کا چھپانا فرض ہے، یہ شخص باندی کا عجب حکم لکھ رہا ہے کہ نہ فقط حنفیہّ بلکہ تمام امت کے خلاف،اس نے آزاد عورت اور باندی کا حکم حرف بحرف ایک رکھا کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا باقی بدن کا چھپانا دونوں پر فرض کیا فقط فرق یہ رکھا کہ آزاد عورت کے لیے سارا منہ مستثنٰی کیا اور باندی کے لیے اکثر منہ۔اس کا حاصل یہ ہوا کہ باندی کا ستر آزاد کے ستر سے زائد ہے کہ اُسے نماز میں سارے منہ کھولنے کی اجازت ہے اور باندی کو کچھ منہ کا حصہ چھپانا بھی فرض ہے یہ تمام جہان میں کسی مسلمان کا قول نہیں۔ایسی ہی خود ساختہ مسائل کی اشاعت کا نام اشاعتِ دین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رکھتا ہے۔درمختار میں ہے۔:

ماھوعورة منه عورة من الامة مع ظهرها وبطنها و جنبها و وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين و القدمين[17]۔	جو مرد کے لیے ستر ہے وہی لونڈی کے لیے بھی ستر ہے سوائے پشت، پیٹ اور پہلوؤں کے جب کہ آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے۔(ت)

(۱۱) ص ۲۷: مقتدی کو امام کے اقتداء کی نیت کرنا چاہیے(حاشیہ)امام مالک کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی۔یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ مذہب حنفی میں مقتدی کو نیت اقتداء کی ضرورت نہیں صرف اولٰی ہے اگر نہ کرے گا جب بھی نماز ہوجائے گی حالانکہ یہ محض غلط ہے،ہدایہ میں ہے:

ان كان مقتديا بغيره ينوى الصلوة ومتابعته لانه يلزمه فساد الصلوة من جهته فلابد من التزامه[18]۔	اگر نمازی غیر کا مقتدی ہے تو نماز کی نیت بھی کرے اور متابعت امام کی نیت بھی کرے کیونکہ اس کی نماز کا فساد امام کی جہت سے لازم آتا ہے لہٰذا اس کا التزام ضروری ہے۔(ت)

عالمگیری میں ہے:

لاقتداء لايجوز بدون النية كذا فى فتاوٰى قاضى خان[19]۔	(بغیر نیت کے اقتداء جائز نہیں۔فتاوٰی قاضی خان میں یونہی ہے۔ت)

[17] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب شروط الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۵و۶۶

[18] الھدایۃ کتاب الصلوۃ باب شروط الصلوۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۸۰

[19] الفتاوٰی الھندیہ کتاب الصلوۃ الباب الثالث الفصل الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۶۶

(۱۲) ص ۲۹: تصویر دار کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ غلط ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ ہدایہ میں ہے:

لولبس ثوبا فیه تصاویر یکرہ الصلوۃ جائزۃ لاستجماع شرائطھا[20]۔	اگر ایسے کپڑے پہنے جن میں تصویریں ہیں تو مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی کیونکہ شرائطِ نماز تمام موجود ہیں۔ (ت)

(۱۳) ص ۲۹: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا ہو تو نماز نہیں ہوتی، یہ شریعتِ مطہرہ پر محض افترا ہے اس صورت میں نماز نہ ہونا کسی کا مذہب نہیں بلکہ تہبند لٹکا اگر بہ نیتِ تکبر نہ ہو تو ناجائز بھی نہیں جائز وروا ہے صرف خلافِ اولیٰ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن لخیلاء ففیه کراھة تنزیة کذا فی الغرائب[21]۔	مرد اگر بلانیت تکبر اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک لٹکائے تو مکروہِ تنزیہی ہے غرائب میں یونہی ہے۔ (ت)

(۱۴) ص ۳۰: مسجد کے سوا نماز بلا عذر نہیں ہوتی۔ یہ بھی غلط ہے نماز بلاشبہ ہو جاتی ہے مگر مسجد کی جماعت گھر کی جماعت سے افضل ہے، اور بلا عذر ترک مسجد فی نفسہ ممنوع ہے مگر مانع صحتِ نماز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

الاصح انھا کاقامتھا فی المسجد الا فی الافضلیة[22]۔	اصح یہ ہے کہ گھر میں نماز قائم کرنا مسجد میں نماز قائم کرنے کی طرح ہے مگر افضلیت میں فرق ہے۔ (ت)

(۱۵) ص ۳۳: فقہاء کے نزدیک الحمد پڑھنا صرف امام ہی کے لیے واجب ہے، یہ اس نے فقہاء پر محض افترا کیا۔ صرف اور ہی دو کلمے حصر کے جمع کر دیئے حالانکہ ہمارے آئمہ کے نزدیک امام اور منفرد سب پر سورہ فاتحہ واجب ہے صرف مقتدی کے لیے ممنوع ہے۔ درمختار میں ہے:

لھا واجبات ھی قراءۃ فاتحة الکتاب	نماز کے لیے کچھ واجبات میں، وہ سورہ فاتحہ کا

[20] الھدایۃ کتاب الصلوۃ فصل فی مکروہات الصلوۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۲۲

[21] الفتاوی الہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

[22] ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۷۲

وضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل والوتر[23]۔	پڑھنا اور فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی تمام رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔(ت)

اسی میں ہے:

والمؤتم لایقرؤ مطلقًا ولا الفاتحۃ[24]۔	مقتدی مطلقًا قراءت نہ کرے اور نہ ہی فاتحہ پڑھے(ت)

(۱۶) ص ۳۳: مغرب وعشاء فجر میں قراءت آواز سے پڑھنی اور ظہر وعصر میں آہستہ پڑھنی سنت ہے۔ یہ بھی غلط ہے حنفی مذہب میں یہ صرف سنت نہیں بلکہ امام پر واجب ہیں۔ درمختار واجبات نماز میں ہے:

والجھر للامام والاسرار للکل فیما یجھر فیہ ویسر[25]۔	اونچی قراءت امام کے لیے اور پست قراءت سب کے لیے جہری اور سری قراءت والی نمازوں میں(ت)

(۱۷) ص ۳۳: پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانی سنت ہے، حنفی مذہب میں یہ بھی واجب ہے[26]۔ درمختار کی عبارت گزری۔

(۱۸) ص ۳۳: رکوع میں پیٹھ کو سر کے برابر کرنا فرض ہے۔ یہ محض افترا ہے مذہب حنفی میں فقط سنت ہے نہ فرض نہ واجب۔ درمختار میں ہے:

ویسن ان یبسط ظھرہ غیر رافع ولا منکس راسہ[27]۔	سنت ہے کہ پیٹھ کو سر کے برابر کرے نہ کہ بلند کرے نہ پست کرے۔

(۱۹و۲۰) ص ۳۴: سجدہ سے سر اٹھا کر دوزانو بیٹھنا اور ٹھہرنا فرض ہے، رکوع سے اٹھ کر تسبیح کے برابر کھڑے رہنا فرض ہے، یہ بھی محض افتراء ہے دوزانو بیٹھنا صرف سنت ہے بلکہ

---

[23] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی ۱/ ۷۱

[24] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی ۱/ ۸۱

[25] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی ۱/ ۷۲

[26] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی ۱/ ۷۱

[27] الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی ۱/ ۷۵

مذہب حنفی میں اصل بیٹھنا بھی فرض نہیں واجب ہے بلکہ اصل مذہب مشہور حنفی میں اس جلسہ کو صرف سنت کہا یہی حال رکوع سے کھڑے ہونے کا ہے، ردالمحتار میں ہے:

یجب التعدیل فی القومۃ من الرکوع والجلسۃ بین السجدتین و تضمن کلامہ وجوب نفس القومۃ و الجلسۃ ایضا[28]۔	رکوع کے بعد کھڑے ہونے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں تعدیل واجب ہے، ماتن کا کلام خود قومہ اور جلسہ کے وجوب کو بھی متضمن ہے۔(ت)

نیز اسی میں ہے:

اما القومۃ والجلسۃ وتعدیلھما فالمشھور فی المذھب السنیۃ وروی وجوبھا[29]۔	لیکن قومہ اور جلسہ اور ان میں تعدیل تو مذہب میں ان کا سنت ہونا مشہور ہے اور وجوب بھی مروی ہے۔ت)

(۲۱) ص ۳۵: نماز کے سب فعلوں کو بالترتیب ادا کرنا سنت ہے، مذہب حنفی میں بہت ترتیبیں فرض اور بہت واجب ہیں، فقط سنت کہنا جہل وافتراء ہے، درمختار میں ہے:

بقی من الفروض ترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الاخیر علی ماقبلہ[30]،	باقی ہے فرائض نماز میں سے، قیام کی ترتیب رکوع پر اور رکوع کی ترتیب سجدہ پر اور آخری قعدہ کی ترتیب اس کے ماقبل پر۔(ت)

اسی کے واجبات نماز میں ہے:

ورعایۃ الترتیب بین القراءۃ والرکوع وفیمایتکرر امافیمالایتکرر ففرض کمامر[31]۔	ترتیب کو ملحوظ رکھنا قراءت و رکوع کے درمیان اور افعالِ متکررہ میں واجب ہے، رہے افعالِ غیر متکررہ تو ان میں رعایت ترتیب فرض ہے، جیساکہ گزرا(ت)

---

[28] ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۱۲

[29] ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۱۲

[30] الدرالمحتار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ داراحیاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۷

[31] ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ داراحیاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۷

(۲۲) ص ۳٦: اخیر کا التحیات اکثر کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک سنت ہے مذہب حنفی میں یہ دونوں باتیں باطل ہیں، نہ فرض ہے نہ سنت، بلکہ واجب، درمختار باب واجبات الصلوۃ میں ہے:

والتشهدان[32]۔	اور دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے (ت)

(۲۳ و ۲۴ و ۲۵) ص ۳٦: دائیں بائیں طرف سلام پھیرنا فرض ہے، اس میں تین باتیں فرض کیں، سلام پھیرنا اور اس کا دائیں طرف ہونا اور بائیں طرف ہونا، اور یہ تینوں باطل ہیں ان میں کچھ فرض نہیں، لفظ سلام فقط واجب ہے اور داہنے بائیں منہ پھیرنا سنت، درمختار واجباتِ نماز میں ہے:

ولفظ السلام[33]۔	اور لفظِ سلام واجب ہے۔ (ت)

مراقی الفلاح میں ہے:

یسن الالتفات یمینا ثم یسارا بالتسلمتین[34]۔	سلام کے وقت نمازی کا دائیں بائیں منہ پھیرنا سنت ہے۔ (ت)

(۲٦ و ۲۷) ص ۳۹: اگر قرآن شریف پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو زیادہ عالم ہو، اگر علم میں سب برابر ہوں تو وہ لائق ہے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔ یہ دونوں باتیں بھی مذہب حنفی کے خلاف ہیں مذہب حنفی میں امامت کے لیے سب سے مقدم وہ ہے جو علم زیادہ رکھتا ہو، پھر جو زیادہ قاری ہو، پھر جو زیادہ شبہات سے بچنے والا ہو، پھر جو عمر میں بڑا یعنی اسلام میں مقدّم ہو، درمختار میں ہے:

الاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة ثم الاحسن تلاوة وتجویدا ثم الاکثر اتقاء للشبهات ثم الاسن	امام کا زیادہ حق دار وہ ہے جو نماز کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، پھر جو زیادہ اچھی قراءت کرتا ہو، پھر وہ جو شبہات سے زیادہ بچتا ہو، پھر وہ جو عمر میں سب سے بڑھ کر ہو

---

[32] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۲

[33] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۷۲

[34] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوۃ فصل فی بیان سننها دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۲۷۴

ای الاقدم اسلام[35]۔	یعنی اسلام میں مقدم ہوت)۔

(۲۸) صفحہ ۴۱: جو اکیلا نماز پڑھ لے اگر پھر اس وقت کی جماعت مل جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے۔ یہ مطلق حکم بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے مذہب حنفی میں جس نے فجر یا عصر یا مغرب پڑھ لی دوبارہ ان کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے:

من صلی الفجر و والعصرو المغرب مرۃ فیخرج مطلقًا وان اقیمت[36]۔	جو شخص ایک مرتبہ فجر، عصر اور مغرب کی نماز پڑھ چکا ہو وہ مطلقًا مسجد سے نکل سکتا ہے اگرچہ اقامت ہو جائے(ت)

(۲۹) ص ۴۲: جو شخص صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ بھی محض افترا ہے بلاضرورت ایسا کرنے میں صرف کراہت ہے نماز یقینًا ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے:

قدمنا کراھۃ القیام خلف صف منفرد ابل یجذب احد من الصف لکن قالوا فی زماننا ترکہ اولٰی ولذا قال فی البحر یکرہ واحدہ اذا لم یجد فرجۃ[37]۔	ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اکیلے مقتدی کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ وہ صف میں سے کسی کو پیچھے کھینچ لے۔ لیکن ہمارے زمانے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس کا ترک اولٰی ہے اسی لیے بحر میں فرمایا، اکیلے کھڑے ہونا مکروہ ہے مگر جب صف میں جگہ نہ پائے تو مکروہ نہیں ہے۔ (ت)

(۳۰) ص ۵۳: نماز استخارہ سنت ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پھر نماز پڑھ کر سو رہے۔ یہ سنت ہے سو رہنے کا ذکر کہیں حدیث میں نہیں۔

(۳۱) ص ۵۷: وہ جو سائل نے نقل کیا کہ جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے ان میں سنت بھی معاف ہیں، یہ محض جہالت ہے حالت قرار میں کسی نماز کی سنت معاف نہیں اور حالتِ فرار میں سب کی معاف ہیں، مطلقًا معافی کا حکم دینا غلط اور اس معافی کو قصر کے ساتھ خاص

---

[35] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۲

[36] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۹

[37] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲

کرنا دوسری غلطی، در مختار میں ہے:

یاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی حال خوف وفرار لایاتی بہاھو المختار[38]۔	حالت امن وقرار میں مسافر سنتیں ادا کرے ورنہ یعنی حالتِ خوف وفرار میں نہ ادا کرے، یہی مختار ہے۔(ت)

(۳۲ و۳۳) ۵۸: جب کسی دشمن یا درندہ وغیرہ کا خوف ہو تو چار رکعت نماز فرض سے دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔یہ محض غلط ہے مسافر پر چار رکعت فرض کی پڑھنی ویسی ہی واجب ہے اگرچہ کچھ خوف نہ ہو،اور غیر مسافر کو چار رکعت فرض کی،دو پڑھنی اصلاً جائز نہیں اگرچہ کتنا ہی خوف ہو۔در مختار میں ہے:

من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصد امسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا[39]۔	جو شخص تین دن رات کی مسافت کے ارادے سے اپنی جائے اقامت کی آبادی سے نکلا اس پر واجب ہے کہ چار رکعتی فرضوں میں دو دو رکعتیں پڑھے ت)۔

اسی میں ہے:

صلوۃ الخوف جائزۃ بشرط حضور عدو او سبع فیجعل الامام طائفۃ بازاء العدو یصلی باخری رکعۃ فی الثنائی ورکعتین فی غیرہ[40]۔	نمازِ خوف اس شرط پر جائز ہے کہ دشمن یا درندہ سامنے موجود ہو،چنانچہ امام لوگوں کے دو گروہ بنائے گا ان میں سے ایک گروہ کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے گا جب کہ دوسرے کو دو رکعتی نماز میں سے ایک رکعت اور چار رکعتی نماز میں سے دو رکعتین پڑھائے گا۔(ت)

(۳۴) ص ۵۹: کوئی نماز دیدہ ودانستہ قضا ہو جائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔

---

[38] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۸

[39] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۷

[40] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الخوف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۸و۱۱۹

(۳۵) ص ۶۳: جو سائل نے نقل کیا جو خطبہ میں آکر شامل ہو دو رکعت سنت پڑھ کر بیٹھے، مذہب حنفی میں خطبہ ہوتے وقت ان رکعتوں کا پڑھنا حرام ہے، در مختار میں ہے:

اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولاکلام الی تمامها[41]۔	جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو اسکے اتمام تک کوئی نماز اور کوئی کلام جائز نہیں۔ (ت)

(۳۶) ص ۶۳: وہ جو سائل نے نقل کیا جو شخص کے دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے۔ یہ محض غلط وافتراء ہے مذہب حنفی میں تو اگر التحیات یا سجدہ سہو بھی امام کے ساتھ پالیا تو جمعہ ہی پڑھے گا اور امام محمد کے نزدیک بھی دوسری رکعت کا رکوع پانے والا جمعہ پڑھتا ہے حالانکہ وہ بھی دوسری رکعت کے قیام کے بعد ملا، ہدایہ میں ہے:

من ادرك الامام یوم الجمعۃ صلی معه ما ادرکه و بنی علیها الجمعۃ وان کان ادرکه فی التشهد او فی سجود السهو بنی علیها الجمعۃ عندهما وقال محمد ان ادرك معه اکثر الرکعۃ الثانیۃ بنی علیها الجمعۃ[42]۔	جس نے جمعہ کے دن امام کو پالیا تو امام کے ساتھ جتنی نماز پائی وہ اس کے ساتھ پڑھے، اور اس پر جمعہ کی بنا کرے، اگر اس نے امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک اس پر جمعہ کی بنا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت اکثر پالی تو اس پر جمعہ کی بنا کرے۔ (ت)

(۳۷) ص ۶۴: تین آدمی بھی جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھ لیں۔ یہ بھی ہمارے امام کے مذہب کے خلاف ہے کم سے کم چار آدمی درکار ہیں۔ در مختار میں ہے:

والسادس الجماعۃ واقلها ثلثۃ رجال سوی الامام[43]۔	چھٹی شرط جماعت ہے اور وہ یہ کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مرد ہوں۔ (ت)

(۳۸) ص ۶۴: عید کی نماز ہر مسلمان پر واجب ہے مرد ہو یا عورت یہ بھی غلط ہے۔

---

[41] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الجمعۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۳

[42] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الجمعۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۵۰

[43] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الجمعۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۱

مذہب حنفی میں عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ عید، ہدایہ میں ہے:

تجب صلوۃ العید علٰی کل من تجب علیه صلوۃ الجمعة[44]۔	نماز عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ واجب ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

لاتجب الجمعة علی مسافر ولا امرأة[45]۔	مسافر اور عورت پر جمعہ واجب نہیں۔(ت)

(۳۹) ص ۶۵: دونوں عیدیں جب بارش وغیرہ کا عذر ہو مسجد میں جائز ہیں۔اس کے معنٰی یہ ہوئے کہ بارش وغیرہ کا عذر نہ ہو تو مسجد میں ناجائز ہیں یہ محض غلط ہے۔درمختار میں ہے:

الخروج الیها ای الجبانة الصلوۃ العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع[46]۔	نماز عید کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلنا سنت ہے اگرچہ جامع مسجد میں لوگ سما سکتے ہوں۔(ت)

(۴۰) ص ۶۶: بکری بھینگی ناجائز ہے، یہ بھینگی کا حکم بھی غلط لکھ رہا ہے مذہب حنفی میں بھینگی بکری کی قربانی جائز ہے۔ردالمحتار میں ہے:

وتجوز الحولاء مافی عینها حول[47]۔	جس کی آنکھ بھینگی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔(ت)

(۴۱) ص ۶۳: وہ جو سوال میں منقول ہوا کہ ایک دن میں جمعہ و عید اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔یہ بھی غلط ہے مذہب حنفی میں عید واجب اور جمعہ فرض ہے کوئی متروک نہیں ہو سکتا، ہدایہ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنة والثانی فریضة ولا یترك واحد منهما[48]۔	جامع صغیر میں ہے کہ اگر ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو جائیں تو پہلی سنت (واجب مثبت بالسنہ) اور دوسری فرض ہے ان میں سے کوئی بھی ترک نہیں کی جائے گی۔(ت)

---

[44] الهدایة کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجمعة المکتبة العربیة کراچی ۱/ ۱۵۱

[45] الهدایة کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجمعة المکتبة العربیة کراچی ۱/ ۱۴۹

[46] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب العیدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۴

[47] ردالمحتار کتاب الاضحیة باب العیدین دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۷

[48] الهدایة کتاب الصلوۃ باب العیدین المکتبة العربیة کراچی ۱/ ۱۵۱

(۴۲) ص ٦٦ : عید کے پیچھے تین دن تک قربانی درست ہے، مذہب حنفی میں صرف بارھویں تک قربانی جائز ہے۔ در مختار میں ہے:

تجب التضحیة فجر یوم النحر الی اٰخر ایامه وھی ثلثة افضلھا اولھا[49]۔	قربانی کرنا واجب ہے یومِ نحر کی فجر سے ایامِ قربانی کے آخری دن تک، اور وہ تین دن ہیں جن میں سے پہلا افضل ہے۔ (ت)

(۴۳) ص ٦٧ : خاوند اگر اپنی عورت کو غسل دے جائز ہے، مذہب حنفی میں محض ناجائز ہے۔ در مختار میں ہے:

ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لامن النظر الیھا علی الاصح[50]۔	اصح یہ ہے کہ خاوند کا بیوی کو غسل دینا اور اُسے چھونا ممنوع ہے مگر اسے دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔ (ت)

(۴۴) ص ۸۰ : شہید پر نماز پڑھنی ضروری نہیں، مذہب حنفی میں ضروری ہے۔ در مختار میں باب الشہید میں ہے:

یصلی علیه بلا غسل[51]۔	شہید پر بلا غسل نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (ت)

(۴۵) ص ۸۰ : جو جنازہ میں نہ مل سکے قبر پر پڑھ لے۔ مذہب حنفی میں جو نماز جنازہ میں نہ مل سکے اب وہ کہیں نہیں پڑھ سکتا، کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں مگر اس حالت میں کہ پہلی نماز اس نے پڑھ لی ہو۔ جسے ولایت نہ تھی۔ در مختار میں ہے:

ان صلی غیر الولی ولم یتابعه الولی اعاد الولی ولو علی قبرہ ان شاء ولیس لمن صلی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع[52]۔	اگر غیر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر چاہے تو نماز جنازہ کا اعادہ کرسکتا ہے، اگرچہ قبر پر پڑھ لے اور جو پہلے جنازہ میں شریک ہوچکا ہے وہ دوبارہ ولی کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں ہے۔ (ت)

---

[49] الدر المختار کتاب الاضحیة مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

[50] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۰/۱

[51] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الشھید مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۷/۱

[52] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۳/۱

(۴۶) ص ۸۸: جو مر جائے اور اس پر فرض روزے رہ جائیں اس کے ولی کو چاہیے کہ اس کی طرف سے روزے رکھے۔ مذہب حنفی میں کوئی دوسرے کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا۔ ہدایہ میں ہے:

لایصوم عنه الولی ولایصلی لقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لایصوم احد عن احد ولایصلی احد عن احد[53]	اور میت کی طرف سے اس کا ولی نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ رسول اللہ کا فرمان ہے کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے (ت)

(۴۷) ص ۹۳: ہر مسلمان امیر وغریب پر صدقۂ فطر واجب ہے مذہب حنفی میں صرف غنی پر واجب ہے فقیر پر ہرگز نہیں، ہدایہ میں ہے:

صدقة الفطر واجبة علی الحر المسلم اذا کان مالکا لمقدار النصاف فاضلا عن مسکنه وثیابه واثاثه وفرسه وسلاحه وعبیده لقوله علیه الصلوة والسلام لاصدقة الاعن ظهر غنی[54]	صدقہ فطر آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مقدار نصاف کا مالک ہو درانحالیکہ وہ نصاف اس کے رہائشی مکان، لباس، سامان خانہ داری، سواری کے گھوڑے، ہتھیاروں اور خدمت کے غلاموں سے زائد ہو، رسول اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری کو باقی رکھتے ہوئے۔ (ت)

(۴۸) ص ۹۳: صدقہ فطر عورت کا خاوند کو لازم ہے، یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے، ہدایہ میں ہے:

لایؤدی عن زوجته[55]	(صدقہ فطر) خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ادا نہ کرے۔ (ت)

[53] الهدایة کتاب الصوم فصل ومن کان مریضًافی رمضان المکتبة العربیة کراچی ۱/ ۲۰۳

[54] الهدایة کتاب الزکوة باب صدقة الفطر المکتة العربیة کراچی ۱/ ۱۸۸

[55] الهدایة کتاب الزکوة باب صدقة الفطر المکتة العربیة کراچی ۱/ ۱۸۹

(۴۹) ص ۹۲: صدقہ فطر نماز سے پیچھے ناجائز ہے، یہ بھی محض غلط ہے، ہدایہ میں ہے:

ان اخروھا عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیھم اخراجھا[56]۔	اگر لوگوں نے صدقہ فطر روز عید سے مؤخر کردیا تو ساقط نہ ہوا، اس کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔(ت)

(۵۰) ص ۹۴: اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے سال بھر میں جب کیا جائے جائز ہے رمضان شریف کے پچھلے عشرہ میں افضل ہے، مذہب حنفی میں پچھلے عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے، عالمگیری میں ہے:

الاعتکاف سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان[57]۔	رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔(ت)

یہ چھوٹے چھوٹے گنتی کے اوراق میں اس کے پچاس دھوکے ہیں اور بہت چھوڑ دیئے، اور صرف اس کی ایک کتاب ہی پیش نظر ہے۔ باقی ۱۳ میں خدا جانے اپنے دین و دیانت کو کیا کچھ تین تیرہ کیا ہو۔ اس کے حمایتی دیکھیں کہ ہدایہ وغیرہ حنفیّہ کی معتبر کتابوں میں مسائل خلافیہ لکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ غیر مذہبوں بلکہ لامذہبوں کے مسائل لکھ جائیں اور انہیں کو احکام خدا اور رسول ٹھہرائیں اور مذہب حنفی کا نام بھی زبان پر نہ لائیں۔ یہ صریح دغا بازوں، فریبیوں، بددیانتوں، مفسدوں، دشمنانِ حنفیّہ کا کام ہے۔ تو یہ مصنف اور اس کے حمایتی جتنے ہیں سب مذہب حنفی کے دشمن اور حنفیّہ کے بدخواہ ہیں۔ مسلمانوں پر ان سے احتراز فرض ہے۔

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[58] نسئل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی	بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا، اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے، ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔(ت) ہم اللہ تعالٰی سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی

[56] الھدایۃ کتاب الزکوۃ باب صدقۃ الفطر المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۹۱

[57] الفتاوی الھندیۃ کتاب الصوم الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۱۱

[58] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

خیر خلقه محمد واٰله واصحابه اجمعین و بارك وسلم واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔	نیکی کرنے کی قوت، اور اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت بھیجے اس پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہے اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر، اور اللہ سبحنہ وتعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کـــــــــــــــــــــتبه

عفی عنه بمحمدن المصطفی الامی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم